دین کی معرفت میں عقل کا کردار

مؤلف: حامد علی اکبر زادہ، محمد محمد رضائی
مترجم: مولانا ڈاکٹر گلزار احمد خان

دینی معارف کی شناخت میں عقل کے کردار پر ہمیشہ سے بحث و گفتگو ہوتی رہی ہے۔ کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ دینی معارف کی شناخت میں عقل کا کوئی کردار نہیں ہے لیکن دوسرے لوگ اس سلسلے میں عقل کی اہمیت کے قائل ہیں۔ اس مقالہ میں شیعی نقطہ نظر سے عقل و دین کے مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور معارف دینی کی شناخت میں عقل کی حجیت کو ثابت کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عقل تین طریقہ سے اس سلسلہ میں مدد کرتی ہے: میزان، وسیلہ اور منبع شناخت۔ اس ضمن میں عقل کچھ باتوں کو سمجھنے سے قاصر ہے جیسے ذات خداوند، بعض اخروی امور جیسے معاد جسمانی وغیرہ۔

دینی مباحث میں ہمیشہ سے دینی معارف کی شناخت میں عقل کے کردار اور اس کی کمیوں کے بارے گفتگو ہوتی رہی ہے ۔ عقل انسان کی فطری طاقت ہے جو تشخیص اور فہم و تمیز کا سب سے اہم وسیلہ و معیار ہے اور انسان عقل کے ذریعہ ہی چھوٹے چھوٹے مسائل کا ادراک کرتا ہے۔ دوسری طرف معارف دین کی شناخت ہمیشہ سے انسانوں کے لئے اہمیت کی حامل رہی ہے جس کے نتیجہ میں عقل کے کردار پر بھی گفتگو ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں مختلف نقطہ نظر پائے جاتے ہیں جس کے بارے میں ہم یہاں بات کریں گے۔

عیسائیت میں عقل کے سلسلے میں دو نقطہ نظر پایا جاتا ہے۔ پہلا نظریہ عقل گرائی کے نام سے مشہور ہے جس کا ماننا ہے کہ ایمان و عقیدہ عقل سے میل کھاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اس نظریہ

کے مطابق دینی عقائد کو عقلی لحاظ سے قابل قبول ہونا چاہئے[۱]۔ اس جماعت کا ماننا ہے کہ عقل دینی مفاہیم کو ثابت کر سکتی ہے۔

مغربی دنیا میں رائج دوسرے نظریہ کو ایمان گرائی کے نام سے جانا جاتا ہے جس کا ماننا ہے کہ دینی اعتقادات کو عقل کے معیار پر نہیں پرکھنا چاہئے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ہم وجود خداوند یا اس کے نامحدود کمال اور حکمت و علم و قدرت پر ایمان رکھتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے بغیر کسی قرینہ یا استدلال کے اسے قبول کر لیا ہے۔ یعنی ایمان کو اپنے اثبات کے لئے عقل کی ضرورت نہیں ہے اور دینی معاملات میں مقولات عقلی کا استعمال غلط ہے۔

اسلامی دنیا میں بھی اس موضوع پر کافی گفتگو ہوئی ہے ۔ اہل حدیث کا ماننا ہے کہ مسائل دین میں عقلی استدلال حرام ہے اور دینی معارف کی شناخت میں عقل کا استعمال منع ہے۔ یہ لوگ نہ صرف یہ کہ دینی معارف کی شناخت میں عقل کو ایک مستقل منبع نہیں مانتے بلکہ وہ لوگ آیات قرآنی و احادیث کے سلسلہ میں کسی بھی عقلی گفتگو کے مخالف ہیں[۲]۔ دوسری طرف معتزلہ افراطی طور پر عقل گرا تھے اور اثبات عقائد اور دینی معارف کی شناخت میں صرف و صرف عقل کو معتبر مانتے تھے۔ یہ لوگ عقل کو وحی پر ترجیح دیتے تھے اور بر بنائے مجبوری آیات و روایات کی ظاہری توجیہ کرتے تھے تاکہ اپنے عقلی نقطہ نظر کو ثابت کر سکیں۔ اشاعرہ اہل حدیث اور معتزلہ کے بیچ کا راستہ نکالا لیکن اس گروہ کو بھی کوئی کامیابی نہیں ملی اور انہوں نے بڑی غلطیاں کیں۔ اس ضمن شیعہ کا اپنا نقطہ نظر ہے جس پر گفتگو مقصود ہے۔

مفہوم عقل

لغوی طور پر عقل کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں۔ لفظ عقل عقال سے ماخوذ ہے اور عقال اس رسی کو کہتے تھے جس سے اونٹ کے پیر کو باندھتے ہیں اور اسے چلنے سے روکتے ہیں اور اسی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ عقل ایک ایسی طاقت ہے جو انسان کو راہ راست سے ہٹنے نہیں دیتی ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عقل

۱۔ پیٹرسون، مایکل و دیگران، عقل و اعتقادات دینی، ص ۴۷

۲۔ برنجکار، رضا، آشنائی با فرق و مذاہب اسلامی، ص ۱۲۱

روکنے، نہی، خودداری اور حبس کے معنی میں ہے اور نقیض جہل ہے[1]۔ لسان العرب کے مطابق عقل وہی قلب ہے اور ایسی طاقت ہے جو امور کو تثبیت کرتی ہے اور انسانوں اور دوسرے جانوروں کے درمیان وجہ تمایز ہے[2]۔

اصطلاحی طور پر بھی عقل کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ علامہ طباطبائی کذالك یبین الله لكم آیاته لعلكم تعقلون [3] کے ذیل میں فرماتے ہیں: جس چیز سے انسان ادراک کرتا ہے اسے عقل کہتے ہیں اور یہ منجملہ قوائے انسانی ہے جس کے ذریعہ سے خیر و شر اور حق و باطل کے درمیان تمیز کی جاتی ہے[4]۔

فلسفیوں نے عقل کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، عقل نظری اور عقل عملی اور یہ دونوں کلیات کو درک کرتے ہیں اور ادراک کا سرچشمہ ہیں لیکن یہ دونوں الگ الگ امور کو درک کرتی ہیں۔ عقل نظری کے ذریعہ اعتقادات کو سمجھا جاتا ہے اور اس کا تعلق فرائض سے نہیں ہے۔ معصومین علیہم السلام سے منقول روایات میں کبھی کبھی عقل نظری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے: باالعقل استخرج غور الحكمة [5] لیکن عقل عملی جسے قوہ عاملہ بھی کہتے ہیں ملا صدرا کی تعبیر کے مطابق صناعات انسانیہ کا استنباط کرتی ہے اور افعال کے قبح و حسن کو سمجھتی ہے اور اچھے کام کو انجام دینے اور برے کام کو ترک کرنے کا حکم دیتی ہے[6]۔ بعض حدیثیں جیسے العقل ما عبد به الرحمن و اکتسب به الجنان اسی عقل کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مکتب تفکیک کا ماننا ہے کہ عقل ایسا نور ہے جسے اللہ تعالی انسان پر افاضہ

۱۔ جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ و صحاح العربیہ، ج ۵، ص ۱۷۶۹؛ فیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر ص ۴۲۴؛ ابن فارس، احمد، معجم مقاییس اللغۃ، ج ۴، ص ۶۹

۲۔ ابن منظور، لسان العرب، ج ۹، ص ۲۳۲

۳۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۴۲

۴۔ طباطبائی، محمد حسین، المیزان، فی تفسیر القرآن، ج ۲، ص ۲۴۷

۵۔ کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ج ۳۴، ص ۱

۶۔ صدر الدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، العرشیہ، ص ۳۰۴

کرتا ہے[۱]۔کتاب وسنت میں عقل کو باہری نور، مجرد وبسیط،ظاہر بالذات، مظہر للغیر وغیرہ کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے[۲]۔

عقل کی متعدد تعریفیں بیان کی گئی ہیں لیکن یہاں پر عقل سے ہماری مراد نفس انسانی کی قوت ادراک ہے جو مقدمات بدیہی کے ذریعہ مجہولات کو کشف کرسکتا ہے اور مسائل نظری کو استنباط اور تجزیہ و تحلیل کرسکتا ہے[۳]۔

دینی معارف کی شناخت میں عقل کی حجیت

اسلامی تعلیمات میں ہمیشہ عقل کی حجیت محرز رہی ہے اور دین کی شناخت میں اسے حجت الٰہی شمار کیا جاتارہا ہے۔اہل حدیث اور اخباری گروہ کے نزدیک بھی اس نقطہ نظر سے کہ انہوں نے عقل کے ذریعہ اپنے نظریات کو دوسرے نظریات پر ترجیح دی ہے، عملی طور عقل کی حجیت ثابت ہے۔ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ یا هشام ان لله علی الناس حجتین حجة ظاهره و حجة باطنه فاما الظاهره الرسل و الانبیاء و الائمه و اما الباطنه فالعقول[۴]۔ ترجمہ: اے ہشام! لوگوں پر اللہ کی دو حجت ہے۔ ایک حجت ظاہری اور دوسری حجت باطنی۔ظاہری حجت یعنی انبیاء ومرسلین وائمہ۔اور باطنی حجت یعنی عقل۔

اس طرح کی روایتیں شیعی متون میں کثرت سے دستیاب ہیں۔حجیت عقل اس لحاظ سے بھی بدیہی اور ثابت ہے کہ اسے شناخت و تحلیل کاپہلا ذریعہ مانا جاتا ہے اور حجیت نقل (قرآن و حدیث) بھی اسی کے ذریعہ سے ثابت ہوتی ہے۔دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اگر شناخت کے سلسلہ میں عقل کااعتبار ساقط ہوجائے تو پھر انسان کے ذریعہ درک کی گئی کسی بھی چیز پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔اصول دین میں برہان عقلی رتبہ کے لحاظ سے نقل سے پہلے ہے کیونکہ یہ عقل ہے جو بتاتی ہے کہ انسان کو دین کی ضرورت ہے اور یہ دین وحی کے ذریعہ انسان پر نازل ہوتا ہے۔استنباط احکام کے سلسلہ میں عقل ہمیشہ نقل کے ساتھ

۱۔ مروارید، حسنعلی، تنبیہات حول المبداء والمعاد، ص ۲۶

۲۔ اصفہانی، میرزامہدی، ابواب الہدی، ص ۱۴۱

۳۔ مطہری، مرتضی، مجموعہ آثار، ج ۱۳، ص ۳۵۸

۴۔ الکافی، ج ۱، ص ۱۶

ساتھ رہتی ہے اور احکام فقہی کے استنباط کا ایک منبع و ذریعہ ہے جو تلازم بین احکام کو تشخیص دیتے ہوئے نئے احکام جاری کرتی ہے۔اصول فقہ میں بھی بہت سے عقلی قواعد موجود ہیں۔ بہر حال عقل ہمیشہ حجت ہے بلکہ معارف دین کی شناخت میں سب سے پہلی حجت عقل ہی ہے اور دوسری حجتوں کا اعتبار عقل کے ذریعہ ہی طے ہوتا ہے۔ عقل کی حجیت خود عقل کے ذریعہ طے ہوتی ہے اور شرع بھی اس کی تائید کرتی ہے اور روایات وآیات قرآنی میں اسے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

امام صادقؑ سے منقول ہے: حجة الله علی العباد النبی و الحجة فیما بین العباد و بین الله العقل، پیغمبر بندوں پر اللہ کی حجت ہیں اور بندہ وخدا کے درمیان عقل حجت ہے[1]۔

اسی طرح حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ عقل کے ذریعہ خدا کی شناخت محکم و مضبوط ہوتی ہے[2]۔امام صادقؑ فرماتے ہیں: عقل کے ذریعہ بندہ اچھے اور برے عمل کی تمیز کرتا ہے[3]۔

قرآن کریم نے عقل کے مختلف مشتقات کا استعمال کیا ہے اور لوگوں کو تعقل وتدبر و تفکر کی دعوت دیتا ہے اور خود بھی بعض دینی معارف کے اثبات کے لئے براہین عقلی سے استفادہ کرتا ہے۔مثال کے طور پر توحید ذاتی اور خالقیت میں توحید کے اثبات کے لئے یہ آیتیں نازل ہوئیں:

لَو کَانَ فِیهِمَا آلِهةٌ اِلاَّ اللهُ لَفَسَدَتا[4]،ترجمہ: یاد رکھو اگر زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ اور خدا بھی ہوتے تو زمین وآسمان دونوں برباد ہوجاتے۔

اَم خُلِقُوا مِن غَیرِ شَیءٍ اَم هُمُ الخَالِقُونَ[5]۔ ترجمہ: کیا یہ بغیر کسی چیز کے از خود پیدا ہوگئے ہیں یا یہ خود ہی پیدا کرنے والے ہیں۔

حضرت علیؑ سے منقول روایات میں بھی اللہ تعالی کے سلسلہ میں بہت سارے عقلی استدلال نظر آتے ہیں۔مثال کے طور:

۱۔ الکافی، ج ۱، ص ۲۹

۲۔صدوق، محمد بن علی، التوحید، ص ۳۵

۳۔الکافی، ج ۱، ص ۳۳

۴۔سورہ انبیاء، آیت ۲۲

۵۔سورہ طور، آیت ۳۵

من وصفه فقد حده و من حده فقد عده و من عده فقد ابطل ازله[۱]۔

لا یشمل بحد و لا یحسب بعد و انما تحد الادوات انفسها و تشیر الالات الی نظائرها[۲]۔

دینی معرفت میں عقل کا کردار

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ دینی معرفت میں عقل کا کیا کردار ہے۔ کیا دینی معارف کی شناخت میں عقل ایک مستقل منبع ہے یا صرف شناخت کے لئے ایک وسیلہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ کیا عقل حکم الٰہی کو جاری کرتی ہے یا ایک منبع اور وسیلہ کی حیثیت سے احکام و معارف الٰہی سے پردہ کشائی کرتی ہے۔ اس نکتہ کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے کہ قرآن و سنت کی طرح عقل بھی احکام الٰہی کو بیان کرتی ہے اور عقل بہ تنہائی احکام الٰہی کو صادر نہیں کرتی۔ اصل تشریع کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور عقل و قرآن و سنت صرف احکام کو بیان کرنے والے ہیں اور وہ خود دینی احکام کی تشریع نہیں کرتے ہیں۔

دینی معارف کی شناخت میں عقل کیا کردار نبھاتی ہے، اس سلسلہ میں علما میں ہمیشہ اختلاف نظر رہا ہے۔ اہل حدیث اور اخباری گروہ شناخت دین میں عقل کے کردار کے منکر ہیں۔ اس کے برخلاف کچھ لوگ عقل کو ایک منبع اور وسیلہ کے طور پر مانتے ہیں جیسے شیعہ اصولی، معتزلہ اور فلاسفہ۔

کچھ شیعہ معاصرین کا ماننا ہے کہ فلاسفہ نے جس عقل کا ذکر کیا ہے، دین کی شناخت میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ برہانی اور منطقی قیاس جو کہ عقلی استدلال کے طریقے ہیں، ان کا اصول دین اور احکام خدا کی شناخت میں کوئی جگہ نہیں ہے اور انسان کی عقل حجت ظاہری یعنی رسول الٰہی کے بغیر مکمل نہیں ہوتی ہے[۳]۔ یہ گروہ نظریہ تفکیک کے ماننے والے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ عقل اگر شرع کے ساتھ ہے اور شرع اس کی تائید کرتی ہے تبھی شناخت دین میں عقل کے کردار کو مانا جاسکتا ہے۔ اس مکتب کے کسی بزرگ نے ایک جگہ تحریر کیا ہے کہ اصول و فروع میں قیاس، فعل قبیح اور رجس من عمل الشیطان ہے کیونکہ انسان اس قیاس کی خطا سے محفوظ نہیں ہے اور قیاس کو برہان کہنا درحقیقت ضلالت، جہالت، مکر و شیطنت ہے[۴]۔

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۲

۲۔ ایضاً، خطبہ ۲۲۸

۳۔ ابواب الہدیٰ، ص ۷۰

۴۔ ایضاً، ص ۶۵

جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا، عقل تین طریقوں سے دینی معارف کی شناخت میں مدد کرتی ہے:

۱. عقل میزان ہے

۲. عقل مصباح ہے

۳. عقل ایک مستقل منبع یا مفتاح ہے

ہماری نظر عقل کا میزان ہونا ہر جگہ قابل قبول نہیں ہے اور اسے ایک قاعدہ کلیہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ عقل کا مصباح ہونا وہی عقل کا ابزار یا وسیلہ ہونا ہے جو ہماری نظر میں قابل قبول ہے۔ اور عقل کا ایک مستقل منبع ہونا بھی قابل قبول ہے۔ مقالہ کے اگلے حصہ ہم ان تینوں موضوعات پر گفتگو کریں گے:

۱. عقل دین کی شناخت میں میزان ہے:

اس نوع نگاہ کو معتزلہ سے منسوب کیا جاسکتا ہے کیونکہ معتزلہ افراطی طور پر اس بات کے قائل تھے کہ شناخت دین کے لئے عقل ایک میزان ہے اور جو موضوع عقلی طور پر قابل توجیہ ہے وہ معارف دین میں شامل ہے اور جو موضوع عقلی طور قابل وضاحت نہیں ہے وہ دین کے دایرہ سے خارج ہے۔

بے شک یہ نگاہ افراطی اور نقد کے قابل ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق وہ موضوعات جو عقل کے موافق ہیں اور ان کی درستی کو عقل کے ذریعہ ثابت کیا جاسکتا ہے وہ دین میں شامل ہیں لیکن اگر کوئی موضوع عقل سے سازگار نہیں ہے یا عقل اس کو استدلالی طور پر تائید نہ کرسکے تو وہ دین سے خارج ہے۔ اس نظریہ کی بنیاد پر خاتمیت پیامبر اسلامؐ کے مسئلہ کی غلط طریقہ سے توجیہ کی جاتی ہے۔ بہت سے دینی حقائق براہین عقلی کے ذریعہ ثابت نہیں ہوتے ہیں اور یہ موضوعات عقل سے بالاتر ہیں اور عقل ان تک نہیں پہنچ سکتی ہے البتہ ایسے مواقع پر عقل سلیم انسان کو قول مخبر صادق کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ لہٰذا عقل کو ہمیشہ شناخت دین میں معیار و میزان نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف اس نکتہ کی طرف توجہ بھی ضروری ہے کہ معارف دین کو بدیہیات عقلی کے خلاف نہیں ہونا چاہئے اور اس معنی میں عقل معیار ہے لیکن عقل سے بالاتر موضوعات کو عقل کے پیمانہ پر نہیں ناپا جاسکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس نکتہ کو سمجھنا کہ کوئی مسئلہ عقل سے بالاتر ہے، یہ بھی عقل ہی کا کام ہے۔ عقل یہ سمجھ سکتی ہے کہ کسی مسئلہ کو وہ تجزیہ و تحلیل کرسکتی ہے یا نہیں۔ اگر مسئلہ عقل سے بالاتر ہوگا تو عقل انسان کو نقل یا یقین و علم کے دوسرے راستہ کی طرف ہدایت کرے گی۔

بہ طور خلاصہ یہ کہا جائے کہ عقل کے میزان ہونے کو ایک کلیہ کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ بعض مسائل میں عقل میزان ہوسکتی ہے لیکن دوسرے مسائل میں ممکن ہے اس میں یہ صلاحیت نہ پائی جاتی ہو۔ علم عرفان میں ہم دیکھتے ہیں کہ بعض موارد میں عقل میزان بن جاتی ہے یعنی کشف و شہود عرفانی (خاص کر مکتب ابن عربی میں) کو ایک عقلانی لباس میں اور قابل توجیہ ہونا چاہئے۔ عبدالرزاق کاشانی اپنی کتاب تاویلات کے مقدمہ میں تصریح کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے بعض آیتوں کی تاویل میں بیان کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اس آیت کے معنی کو معین کرنا چاہتے ہیں کہ اس آیت کا بس یہی مطلب ہے، نہیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آیت کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں۔ حقیقت میں اس طرح کی تاویل خاص عرفانی حالات کے نتیجہ میں سامنے آتی ہے۔ مثال کے طور پر اِذهَب الیٰ فِرعَونَ انَّهٗ طَغیٰ[1] میں اذہب کا خطاب عقل سے ہے کہ جاؤ اور اپنی نفس امارہ کو جو اندرونی فرعون ہے، اصلاح کرو۔[2] واضح ہے کہ اس آیت کو عرفانی حالات پر تطبیق دینے کو عقل سمجھ سکتی ہے اور عقل کو اس سلسلہ میں میزان بنایا جاسکتا ہے۔

۲. عقل دین کی شناخت میں مصباح ہے:

دین کی شناخت میں عقل ایک چراغ کی طرح سے ہے۔ اشاعرہ اور بعض اخباریوں کا یہ ماننا ہے کہ معارف دین کی شناخت میں عقل صرف ایک چراغ یا مصباح ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کے نظریات کی وجہ سے دین کی متحجرانہ تفسیر کی جاتی ہے۔ اس بات کو بآسانی ثابت کیا جاسکتا ہے کہ دین کی شناخت میں عقل کا کردار اس سے کہیں زیادہ ہے۔ عقل کے ذریعہ ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ نے کس چیز کا ارادہ کیا ہے اور کن باتوں کو جزو دین قرار دیا ہے۔ عقل کے پاس اثبات اصول دین جیسے وجود مبداء، وحدت مبداء، اسمائے حسنائے مبداء، ذات مبداء سے عینیت اسما و صفات، انبیاء کو بھیجنے کی ضرورت، نزول کتاب وغیرہ کے سلسلہ میں بیّن دلیلیں موجود ہیں۔ عقل اپنے مختلف مراحل میں (عقل تجربی سے لیکر عقل نیمہ تجریدی اور تجریدی محض) اگر یقینی معرفت کا باعث بنتی ہے تو احکام دینی کی شناخت میں نقل کے ساتھ استعمال

۱۔ سورہ طہٰ، آیت ۲۴

۲۔ العرشیہ، ص ۴

ہو سکتی ہے[۱]۔دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ عقل ایک چراغ کی طرح احکام و معارف الٰہی کی کلیات سے پردہ اٹھاتی ہے اور انسان کو مصدر تشریع اور منبع احکام الٰہی یعنی نقل تک پہنچاتی ہے۔اس نکتہ کو ذہن میں رہنا چاہئے کہ عقل اکیلے معارف الٰہی کی جزئیات تک نہیں پہنچ سکتی اور یہاں پر نقل یعنی معارف وحیانی کی اہمیت آشکار ہوتی ہے۔ یعنی عقل ہمیں نقل کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

علم کلام کے کچھ مسائل جیسے معاد جسمانی کی شناخت میں عقل ایک وسیلہ کا کردار نبھاتی ہے۔اس مسئلہ میں عقل ایک مستقل منبع نہیں ہے بلکہ ایک وسیلہ کی طرح نقل کے ساتھ مل کر اس مسئلہ کی توجیہ کرتی ہے یعنی عقل یہاں پر مصباح ہے۔ عقل اس مسئلہ کو اس طرح اثبات کرتی ہے: معاد جسمانی صرف وحی اور شریعت کے ذریعہ قابل اثبات ہے اور چونکہ اصل شریعت دلایل عقلی کے ذریعہ ثابت شدہ ہے، لہٰذا وحی و شریعت کی بنیاد پر معاد جسمانی کا اثبات کرنا صحیح ہے اور عقل سے اس کا کوئی تضاد نہیں ہے[۲]۔

علم فقہ میں بھی عقل ایک وسیلہ کی طرح شناخت احکام کے لئے، روایات وآیات کے مفاہیم کو جانچتی ہے اور ادلہ کو تخصیص، تقیید اور تعمیم دیتی ہے۔اس کے علاوہ ادلہ میں تعارض ہونے کی صورت میں کسی ایک کی ارجحیت عقل کے سہارے ہی ممکن ہے۔ حجیت خبر واحد کا اثبات یا رد اور عملی اصول کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت کے سلسلہ میں بھی عقل ایک مصباح کی طرح ہمیں صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ حجیت خبر واحد کے مسئلہ میں آیات و روایت، اجماع اور عقلاکے نظریہ سے استدلال، تحلیل و بررسی اور آخر میں کسی نتیجہ تک پہنچنے میں عقل ہی ہماری مدد کرتی ہے۔

تفسیر میں بھی بعض اوقات عقل دلائل و شواہد و قرائن داخلی و خارجی سے استدلال کرتے ہوئے ہمیں آیت کے اصل معنی کی طرف لے جاتی ہے۔ بعض اوقات ممکن ہے کہ تفسیری روایات عقل کی مخالفت کی وجہ سے رد کردی جائیں ۔ یامثلاً اَللّٰہ یَتَوفَّی الاَنفُسَ حِینَ مَوتِھَا[۳] اور قُل یَتَوفّاکُم مَلکُ المَوتِ الذی وَکِّل بکم ثُمَّ اِلیٰ رَبِّکُم تُرجَعُون[۴] جیسی آیتوں کی تفسیر میں آیات کے استلزامات

۱۔ جوادی آملی، عبداللہ، منزلت عقل در ہندسہ معرفت دینی، ص ۵۳

۲۔ ابن سینا، حسین بن عبداللہ، شفا، ص ۲۸۵

۳۔ سورہ زمر، آیت ۴۲

۴۔ سورہ سجدہ، آیت ۱۱

کو کشف کرکے عقل یہ سمجھ جاتی ہے کہ انسان اصل میں روح ہے اور روح مجرد ہے اور انسان موت کے بعد ختم نہیں ہوتا ہے۔ یہاں پر بھی عقل ایک وسیلہ ہے۔

علم اخلاق میں بھی عقل ایک وسیلہ یا مصباح ہے اور وہ اس طرح کہ مختلف ادلہ کے ذریعہ عقل کسی عمل کے اخلاقی ہونے یا غیر اخلاقی ہونے کا حکم دیتی ہے۔ مثال کے طور پر سوء ظن کی قبح کو عقل اس طرح ثابت کرتی ہے: آیات قرآنی اور روایات میں سوء ظن سے منع کیا گیا ہے، دوسری طرف قرآن وسنت حجت الٰہی ہیں اور عقل ان کی تبعیت کا حکم دیتی ہے لہٰذا یہاں عقل سوء ظن کی قبح کو ثابت کرنے کے لئے ایک وسیلہ ہے۔ ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ عقل سے بالاتر امور میں عقل میزان کی طرح ہو سکتی ہے تاکہ ضد عقل باتیں دین میں داخل نہ ہو سکیں لیکن دوسری طرف اس طرح کے امور میں عقل ایک مصباح یا وسیلہ ہے جو انسان کو نقل کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

۳. **عقل ایک مستقل منبع یا مفتاح:** اس نکتہ کی طرف توجہ ضروری ہے کہ بیشتر اصولی شیعی علماء اور معتزلہ جیسے گروہ قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ عقل کو بھی استنباط و شناخت احکام و معارف الٰہی کا منبع مانتے ہیں کیونکہ عقل چاہے وہ عقل نظری ہو یا عملی، اپنے ادراکات کے ذریعہ احکام و معارف دینی کی شناخت پیدا کرتی ہے اور اسے کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ بعض روایتوں میں عقل کو رسول باطنی کا نام دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل بھی نقل کی طرح شناخت احکام میں ایک بالاستقلال منبع ہے۔ اس مسئلہ کو ہم چند مثال کے ذریعہ واضح کرتے ہیں۔

علم کلام کے بہت سے موضوعات جیسے اللہ تعالی اور اس کے صفات و افعال کی شناخت، منعم کی شکرگذاری کی ضرورت، تکلیف کی ضرورت اور بہت سے دوسرے امور صرف عقل کے ذریعہ ثابت ہوتے ہیں اور عقل ایک مستقل منبع شمار ہوتا ہے۔ عقل کی مفتاحیت در حقیقت وہی اس کا منبع ہونا ہے۔

علم فقہ میں بھی جہاں پر قیاس کا صغریٰ کبریٰ عقلی ہے وہاں پر عقل ایک منبع مستقل شمار ہوتی ہے۔ مثلاً اس قیاس میں: "عدل حسن ہے اور اس کی رعایت لازم ہے اور جس چیز کی عقلاً رعایت لازم ہے، شرع بھی اسے واجب گردانتی ہے در نتیجہ عدل ایک واجب شرعی ہے"، عقل اکیلے ہی حکم الٰہی کو استنباط کرتی ہے۔ یہ وہی مستقلات عقلیہ ہے جو اصول فقہ کی ایک اصطلاح ہے۔ یا جب ہم کہتے ہیں کہ نماز بہ حکم شرع

واجب ہے اور ہر واجب عمل کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے لہٰذا نماز کے مقدمات بھی واجب ہیں، اس میں بھی عقل ایک منبع مستقل ہے۔

علم تفسیر میں بھی عقل ایک منبع مستقل کی حیثیت سے کام آتی ہے۔مثلاً جہاں پر ہم عقل برہانی کے ذریعہ بعض مبادی تصویری اور تصدیقی کو بروئے کار لاتے ہوئے تفسیری نکات کا استنباط کرتے ہیں، وہاں پر عقل ایک منبع مستقل ہوتی ہے۔در حقیقت ایسے موارد میں مبادی تصوری عقل کے ذریعہ استنباط ہوتے ہیں اور آیت پر حمل کئے جاتے ہیں تا کہ آیت کا مطلب سمجھ میں آسکے۔مثلاً آیہ کریمہ یَدُاللّٰہِ فَوقَ اَیْدِیْھِم (سورہ فتح،۱۰) میں چونکہ عقل نے پہلے ہی یہ ثابت کردیا ہے کہ اللہ تعالی کی ذات جسم ومادہ سے مبرا ہے لہٰذا یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہاں پر جسمانی ید مراد نہیں ہے بلکہ اس کا اصل مطلب اللہ تعالی کی طاقت ہے۔

معارف دین کی شناخت میں عقل کی محدودیت

معارف دین کی شناخت میں عقل کے کردار کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ ہمیں یہ پتہ چلا کہ عقل مختلف طریقوں سے اس امر میں ہماری مدد کرتی ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اپنی تمام تر افادیتوں کے باوجود، بعض دینی موضوعات کے سلسلہ میں عقل کسی بھی طرح سے ہماری مدد نہیں کرسکتی ہے کیونکہ بعض موضوعات ایسے ہیں جن کا احاطہ نہیں کرسکتی ہے اور جس چیز پر عقل محیط نہ ہوسکے اسے ہرگز عقل کے ذریعہ نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔مثال کے طور پر اللہ تعالی کی ذات عقل کے ذریعہ قابل شناخت نہیں ہے کیونکہ عقل خود ایک مخلوق ہے تو وہ کیسے اپنے خالق کو پہچان سکتی ہے۔حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالی کی ذات عقل بشری میں متصور اور محدود ہونے سے مبرا ہے[1]۔

عقل بعض مسائل کے کنہ میں ورود نہیں کرسکتی ہے اور ہم بہت تلاش کے بعد بھی بعض مسائل کے لئے کوئی عقلی استدلال پیش نہیں کرسکتے ہیں۔مثلاً نفس انسانی، یا فقہی احکام اور اعتقادات کی بعض باریکیوں کو عقل سمجھنے سے قاصر ہے اور یہ مسائل ہمیشہ اختلاف نظر کا شکار رہے ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ دین کا ہر مسئلہ عقلی طور قابل استدلال ہے درست نہیں ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے تمام دینی مسائل کو عقلی طور پر توجیہ کیا

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۵

جاسکتا ہے یعنی جہاں پر عقل کسی مسئلہ کے اثبات میں عاجز ہوتی ہے تو وہ انسان کو نقل اور شناخت کے دوسرے راستوں کی طرف ارجاع دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ فقہی، کلامی اور اخلاقی مسائل کی کلیت عقل کے ذریعہ قابل استنباط و اثبات ہے لیکن ان مسائل کے فروع و جزئیات تک عقل کی رسائی نہیں ہے۔ یہاں پر ہم معارف دین کی شناخت میں عقل کی محدودیت کی کچھ مثالیں پیش کریں گے۔

۱. **ذات حق تعالی کی شناخت:** بعض دانشوروں کے قول کے مطابق عقل کو یہ پتہ ہے کہ ذات حق تعالی تک کسی مُدرِک کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح صفات حق تعالی جو اس کی عین ذات ہے، اس تک بھی عقل کی رسائی ممکن نہیں ہے[۱]۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ انسان اپنی عقل یا حتی کشف و شہود کے ذریعہ ذات حق تعالی کی معرفت و شناخت نہیں پیدا کرسکتا ہے کیونکہ وجود نامحدود کا کوئی حد و اندازہ نہیں ہے کہ وہ ایک محدود موجود کے ذریعہ درک ہوسکے۔ یہاں پر یہ نکتہ ذہن میں رہے کہ اللہ تعالی کا مفہومی طور پر ادراک کرنا اس کی ذات و صفات کی کنہ کی معرفت سے الگ ہے اور یہ دونوں ایک نہیں ہیں یعنی عقل جس چیز کا درک کرتی ہے وہ فیوضات و جلوات الہی کا ادراک ہے۔ دوسرے لفظوں میں مقام فعل میں اللہ تعالی کی ادراک ممکن ہے کیونکہ وہ اپنے افعال میں ظہور و تجلی کرتا ہے[۲]۔

۲. **جزئیات دین کا ادراک:** عقل معارف دینی کی جزئیات میں بھی ورود نہیں کرتی ہے۔ مثال کے طور پر فلسفہ میں عقل برہانی کے ذریعہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ الواحد لا یصدر عنه الا الواحد، یعنی اللہ تعالی سے صدور صادر اول ثابت ہے لیکن صادر اول کون ہے یا کیا ہے، اس کے بارے میں عقل خاموش ہے اور صرف معتبر نقل کے ذریعہ اسے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ مختلف روایتوں میں حقیقت محمدیہ کا صادر اول کے طور پر تعارف کرایا گیا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ سے منقول ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری[۳]۔ دوسری روایتوں میں بھی منقول ہے کہ

۱۔ منزلت عقل در ہندسہ معرفت دینی، ص ۵۶

۲۔ ایضاً، ص ۵۸

۳۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار، ج ۱، ص ۹۷

قلت لرسول الله اول شیء خلق الله تعالی ماھو؟ فقال نور نبیك[۱]۔اس طرح کی دوسری روایتیں روایتیں بھی وارد ہوئی ہیں۔اس کے علاوہ اخلاقی و فقہی مسائل کی باریکیوں کو بھی عقل درک نہیں کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر نماز، روزہ، مناسک حج، وضو، غسل و تیمّم کا طریقہ اور کیفیت، لوگوں کے اسرار کو فاش کرنا، لوگوں کی غیبت جیسے موضوعات میں عقل خاموش ہے۔اس طرح کے مسائل میں عقل انسان کو وحی اور مخبر صادق کے ارشادات تک رہنمائی کرتی ہے۔

۳. **نفس کی شناخت:** بعض دانشوروں کا ماننا ہے کہ نفس کی شناخت خداشناسی کی ایک اہم دلیل ہے لیکن عقل نفس کی شناخت پر قادر نہیں ہے اور فلسفی و عقلی دلائل سے یہ معرفت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ صدر المتالہین نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ نفس شناسی ایک پیچیدہ علم ہے اور فلاسفہ اپنی تمام تر بحث و گفتگو اور قوت تعقل کے استعمال کے باوجود اصل موضوع سے دور ہیں کیونکہ یہ علم نبوت اور اہل بیتؑ کے در کے علاوہ کہیں اور سے حاصل نہیں ہو سکتا ہے[۲]۔دوسرے لفظوں میں یہ شناخت قرآن وسنت اور عقلی منابع سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

۴. **آخرت کے مسائل اور معاد جسمانی:** شیعہ دانشوروں خاص کر صدر المتالہین نے تصریح کی ہے کہ اخروی امور اور معاد جسمانی جیسے موضوعات کو عقل درک نہیں کر سکتی ہے۔ملا صدرا نے اپنی کتاب شواہد الربوبیہ میں سات مقدموں کے ساتھ معاد جسمانی کو ثابت کرنے کے لئے عقلی دلائل پیش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن معاد جسمانی کی جزئیات کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں کہ معاد جسمانی کی تصدیق کے لئے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا ہوگا تا حق آشکار ہو سکے[۳]۔

ملا صدرا اس بات پر بھی تاکید کرتے ہیں کہ آخرت سے متعلق دوسرے مسائل جیسے روز قیامت یا حشر و نشر ارواح بھی عقل کے ذریعہ قابل ادراک نہیں ہے۔آپ فرماتے ہیں جس طرح حواس ظاہری مدرکات نظری کا ادراک نہیں کر سکتے بالکل اسی طرح عقل نظری مسائل اخروی جیسے رور قیامت، حشر و نشر اور

۱۔ بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار، ج ۵۴، ص ۱۷۰

۲۔العرشیہ، ص ۲۲۵

۳۔ صدر الدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، المبدا والمعاد، ص ۴۷۲

پروردگار عالم کی طرف خلائق کے رجوع کرنے کا راز، ارواح و اجساد کا حشر اور شفاعت کے درک و فہم سے عاجز ہے۔ یہ مسائل وحی اور اہلبیتؑ کی متابعت کے ذریعہ ہی قابل درک ہیں اور اہل حکمت و کلام ان مسائل کے حل کرنے سے قاصر ہیں[۱]۔

۵۔ **انشائے حکم**: بعض دانشوروں کا ماننا ہے کہ عقل صرف شارع کے بعض احکام کو کشف اور درک کرتی ہے۔ انشائے حکم وہی کر سکتا ہے جو سارے مفاسد و مصالح سے واقف ہو اور سزا و جزا پر بھی قادر ہو اور بے شک یہ سارے امور عقل کے دایرہ اختیار سے خارج ہیں۔ تشریع اور فقہی احکام کے استنباط میں عقل کے اپنے پاس کچھ نہیں ہے بلکہ وہ تو صرف ایک منبع ہے اور اگر عرف میں یہ کہا جاتا ہے کہ عقل یہ حکم دیتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عقل حکم خدا کو سمجھ رہی ہے۔ اسی طرح عقل کے ذریعہ حسن و قبح افعال کی تشخیص کے سلسلہ میں یہ کہنا پڑے گا کہ عقل انسان کے اختیاری افعال میں حسن و قبح کی تشخیص میں ارشادی کردار ادا کرتی ہے نہ کہ مولویت۔ اسی طرح جیسے ظاہر الفاظ قرآن اور سنت، احکام الٰہی کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس میں مولویت نہیں پائی جاتی ہے۔ مولویت اور حکم دینے والا صرف اور صرف اللہ تعالی کی ذات ہے اور عقل و قرآن و سنت صرف ان احکام کو بیان کرتے ہیں[۲]۔

۶۔ **عقل کا معیار دین ہونا**: کسی امر کے دینی ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں عقل کو معیار نہیں بنایا جا سکتا ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ اگر عقل کسی مسئلہ کے صحت پر برہان عقلی اقامہ کردے تو وہ دینی ہے کیونکہ دین کے بہت سارے حقائق اقامہ برہان سے ثابت نہیں ہوتے ہیں اور یہ حقائق عقل سے بالاتر ہیں نہ عقل کے خلاف۔ البتہ اس طرح کے مسائل میں عقل سلیم جو وہم و گمان سے دور ہے وہ ہمیں قول مخبر صادق کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ اگر کسی موضوع کو عقل کے ذریعہ تجزیہ و تحلیل نہیں کر پارہے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ موضوع دین سے خارج ہے۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ دینی مسائل ممکن ہے عقل سے بالاتر ہوں لیکن کبھی بھی عقل کے خلاف نہیں ہو سکتے ہیں۔

۱۔ المبدا والمعاد، ص ۸۳

۲۔ منزلت عقل در ہندسہ معرفت دینی، ص ۴۱

منابع و مآخذ

❖ قرآن کریم
❖ نہج البلاغہ، ترجمہ سید جعفر شہیدی، انتشارات علمی و فرہنگی، تہران، ۱۳۸۳
❖ ابن سینا، حسین بن عبداللہ، شفا، انتشارات کتابخانہ آیت اللہ مرعشی، قم، ۱۴۰۵
❖ ابن فارس، احمد، معجم مقاییس اللغہ، دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ، قم، ۱۴۰۴
❖ ابن منظور، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸
❖ اصفہانی، میرزا مہدی، ابواب الہدی، تحقیق و تعلیق حسین مفید، مرکز فرہنگی انتشارات منیر، ۱۳۸۷
❖ اصفہانی، میرزا مہدی، ابواب الہدی، مصباح الہدی بہ ضمیمہ اعجاز قرآن، تحقیق حسن جمشیدی، بوستان کتاب، ۱۳۸۶
❖ برنجکار، رضا، آشنایی با فرق و مذاہب اسلامی، نشر طہ، قم، ۱۳۷۸
❖ پترسون، مایکل، عقل و اعتقادات دینی، ترجمہ احمد نراقی و ابراہیم سلطانی، طرح نو، تہران، ۱۳۸۷
❖ جوادی آملی، عبداللہ، تسنیم، ج۱، اسراء، قم، ۱۳۸۸
❖ جوادی آملی، عبداللہ، منزلت عقل در ہندسہ معرفت دینی، اسراء، قم، ۱۳۸۷
❖ جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغہ و صحاح العربیہ، دار العلم للملایین، ۱۴۰۷
❖ صدر الدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، العرشیہ، ترجمہ غلامحسین آہنی، نشر مولی، تہران، ۱۳۶۱
❖ صدر الدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، المبدا و المعاد، ترجمہ احمد بن الحسین اردکانی، مرکز نشر دانشگاہی، تہران، ۱۳۶۲
❖ صدر الدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، تفسیر القرآن، تصحیح محمد خواجوی، بیدار، قم، ۱۳۸۷
❖ صدر الدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، رسالہ سہ اصل، تحقیق حسین نصر جہانگیری، بنیاد حکمت اسلامی صدرا، تہران، ۱۳۸۱
❖ صدر الدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، مفاتیح الغیب، مصحح محمد خواجوی، مؤسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی، تہران، ۱۳۶۳
❖ صدوق، محمد بن علی، التوحید، تحقیق سید ہاشم حسینی، مؤسسہ النشر الاسلامی،
❖ طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۳۸۳
❖ فیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر، دار الہجرہ، قم، ۱۴۱۴
❖ کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، دار الاضواء، بیروت، ۱۴۱۳
❖ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار الجامعہ لدرر اخبار الائمہ الاطہار، انتشارات اسلامیہ، تہران، ۱۳۸۶
❖ مروارید، حسن علی، تنبیہات حول المبداء، بنیاد پژوہش ہای اسلامی، مشہد، ۱۴۱۸
❖ مطہری، مرتضی، مجموعہ آثار، ج ۱۳، صدرا، تہران، ۱۳۷۴